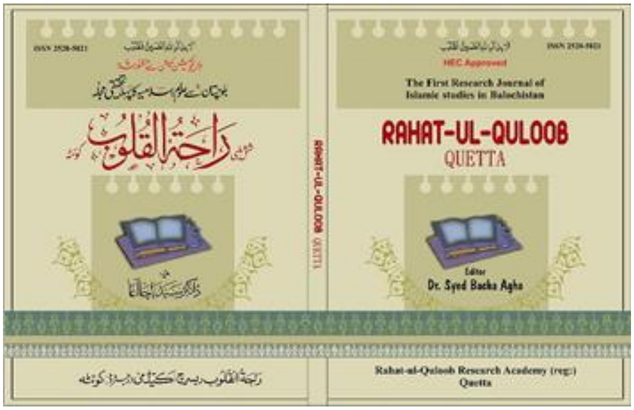

OPEN ACCESS

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

CC BY

RAHAT-UL-QULOOB

Bi-Annual, Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN: (P) 2025-5021. (E) 2521-2869

Project of **RAHATULQULOOB RESEARCH ACADEMY,**

Jamiat road, Khiljiabad, near Pak-Turk School, link Spini road, Quetta, Pakistan.

Website: www.rahatulquloob.com

Approved by Higher Education Commission Pakistan

Indexing: » Australian Islamic Library, IRI (AIOU), Tahqeeqat, Asian Research Index, Crossref, Euro pub, MIAR, ISI, SIS.

TOPIC

اسلامی ریاست کی ترقی میں رازداری کا کردار، سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں

The Role of Secrecy in the Development of the Islamic State, in the light of Seerah

AUTHOR

1. Dr. Khalid Usman, Religious Scholar, kewamo, Bakaow, Democratic Republic of the Congo, Africa. Email: khalidusmansa.1968@gmail.com

How to Cite: Dr. Khalid Usman. (2022). URDU: اسلامی ریاست کی ترقی میں رازداری کا کردار، سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں: The Role of Secrecy in the Development of the Islamic State, in the light of Seerah. *Rahat-Ul-Quloob*, *6*(2), 21-35. https://doi.org/10.51411/rahat.6.2.2022/370

http://rahatulquloob.com/index.php/rahat/article/view/370

Vol. 6, No.2 || July–December 2022 || URDU-Page. 21-35

Published online: 04-08-2022

QR. Code

اسلامی ریاست کی ترقی میں رازداری کا کردار، سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں

The Role of Secrecy in the Development of the Islamic State, in the light of Seerah

خالد عثمان

ABSTRACT:

Confidentiality or Secrecy is the key to success especially in any type of war strategy and to any mission in general. The target may be achieved easily without any collateral damage and risk if you keep your secrets from the eyes of opponents /enemy. The law of confidentiality has always been catered for by both Muslims and Non-Muslims throughout the history. Keeping in view the importance of confidentiality our Holy Prophet (SAW) realized its sensitivity and cleverly achieved his goals and targets in a befitting manner. After migration to Madinah he abides by the principals of secrets and achieved many significant milestones. As the Holy Prophet (SAW) is the role model for the whole humankind and especially for his companions, hence they tried their best to save each and every word or action of him in a very cautious manner. Therefore, their own life was also a true reflection the Holy Prophet (SAW). The aftermath history also reflects that even when the Righteous Caliphs send any campaign to any part of the world, confidentiality was the basic principle, they inculcated to the commanders. The importance of secretiveness was fully emphasized so that no ambiguity be left in the mind of commanders at any level. What is the role of confidentiality in the development of a Muslim State and what our history has taught on the very importance of confidentiality, is the subject of the article, under discussion.

Key words: Confidentiality, Secrecy, development, Islamic State, success.

افراد کی انفرادی اور قوموں کی اجتماعی زندگی میں کئی ایک ایسے مواقع آتے ہیں، جن میں کی جانے والی کاوشوں کو کبھی تو سب کے سامنے واشگاف انداز میں رکھا جاتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان معاملات کو معاشرے یا اس قوم کے مخصوص افراد کے سامنے تو رکھا جاتا ہے البتہ عمومی انداز میں لوگوں کے سامنے نہیں لایا جاتا بلکہ عام لوگوں سے اس کو صیغہ راز میں رکھا جاتا ہے، اس نوعیت کے طرز عمل کو رازداری کے عنوان سے تعبیر کیا جاتا ہے، الغرض رازداری کسی بھی قوم کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کا ایک ایسا جزء ہے جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ رازداری کی اہمیت کے پیشِ نظر موضوع ہذا کو تحقیق کیلئے منتخب کیا گیا ہے۔

قومی رازوں کی اہمیت:

اپنی روزمرہ زندگی میں ہر عقلمند شخص کوئی بھی قدم اٹھانے سے پہلے اسکے تمام پہلوؤں کا غور سے جائزہ لیتا ہے، اس جائزے کیلئے ظاہر ہے کہ تمام متعلقہ معلومات کا ہونا بہت ضروری ہے۔ یہ بات بھی عام فہم ہے کہ معلومات جتنی زیادہ ہوں گی، عملی کارکردگی اتنی ہی صحیح ہوگی۔ ہر آدمی جس ملک و قوم میں رہتا ہے، اس ملک اور قوم کے قوانین کا احترام کرنا شرعاً اور قانوناً اس کیلئے ضروری ہوتا ہے جبکہ

احترام نہ کرنے کی صورت میں وہ شہری قانوناً مجرم تصور کیا جاتا ہے۔ان قوانین میں سے ایک قانون رازداری سے متعلق بھی ہے یعنی اس ملک کے رازوں کو خفیہ رکھنا اس کیلئے ضروری ہوتا ہے۔

بحیثیت قانونِ اسلام "تحفظِ ملک وملت اور تحفظ املاک وأسباب" میں یہ چیز بھی شامل ہے کہ اچھی طرح یقین کرلیا جائے کہ جو افراد دفاعِ ملک وملت پر مامور کئے گئے ہیں، وہ ملک وملت کے وفادار ہوں اور اسلام پر پوری طرح یقین رکھتے ہوں۔بصورتِ دیگر ان کے ایمان وایقان میں اگر کوئی خامی ہے یا وہ قوم وملت کے پوری طرح وفادار نہیں تو پھر ان کی طرف سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ اور ملک کے رازوں تک دوسروں کی رسائی کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ بہت صاف اور واضح الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ وَ اللهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ [1]

ترجمہ: اور تم میں ان کی طرف سے سننے والے موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

اللہ ربّ العزّت نے واقعہ غزوۂ تبوک بیان کرتے ہوئے فرمایا اور اب بھی تمہارے اندر ان کے جاسوس لگے ہوئے ہیں جو ان کیلئے تمہاری باتیں سنتے اور ان کو پہنچاتے ہیں" آیت کی ابتدا پر غور کریں تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں پر کڑی نظر رکھی جائے۔ "سَمّٰعُوْنَ" کے معنی اس سیاق میں جاسوس کے یا ٹوہ لگانے والوں کے ہیں۔اس بیان کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے دشمن کے جاسوس، فتنہ پردازوں اور منافقوں کی نشاندہی کر کے مسلمانوں کو اُن سے خبردار کر دیا ہے۔اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ عام وخاص مجالس سفر وحضر اور آپس کی گفتگو میں احتیاط برتیں تاکہ ہمارے راز دشمن تک نہ پہنچ سکیں مزید یہ کہ یہی احتیاط افواہوں کو روکنے کا وسیلہ بن سکتی ہے۔ابوالحسن علی بن محمد الماوردی اس آیت کی تشریح میں راقم ہیں:

وَفِيكُم عُيونٌ مِّنْهُمْ يَنقُلُونَ إِلى الْمُشْرِكِينَ اَخبَارَكُم [2]

ترجمہ: آپ لوگوں کے درمیان ان کے جاسوس موجود ہیں جو کہ آپ کی باتیں مشرکوں تک پہنچاتے ہیں۔

حافظ ابن کثیر اس آیت کے بارے میں لکھتے ہیں:وَمِنْ هٰذَا يُؤْخَذُ الْأَمْرُ بِكِتْمَانِ النِّعْمَةِ حَتّٰى يُوْجَدُ وَيَظْهَرُ كَمَا وَرَدَ فِي الْحَدِيْثِ[3] یعنی اس آیتِ مبارکہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نعمت کو اس وقت تک چھپائے رکھنا ہے جب تک نہ پائی گئی ہو جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

محمود آلوسی لکھتے ہیں کہ:"وَاسْتَدَلَّ بِالْآيَةِ عَلٰى أَنَّهٗ لَا بَأْسَ بِإِسْرَارِ بَعْضِ الْحَدِيْثِ إِلٰى مَنْ يَّرْكَنُ إِلَيْهِ مِنْ زَوْجَةٍ أَوْ صَدِيْقٍ وَأَنَّهٗ يَلْزَمُهٗ كَتمه"[4] یعنی اس آیتِ مبارکہ کو اس بات کی دلیل قرار دیا گیا ہے کہ جس کی طرف دل کا میلان ہو اسے راز بتانے میں کچھ مضائقہ نہیں، چاہے وہ اپنی بیوی ہے یا دوست، البتہ ان دونوں پر لازم ہے کہ اس کا راز چھپائے رکھیں اور کسی اور کو اس سے آگاہ نہ کریں۔

اس آیت میں اشارہ فرمادیا کہ مسلمان اپنے اندر کے ان لوگوں سے بھی بے خبر نہ رہیں، جو فتنہ پردازوں کے فتنوں سے متأثر ہونے کے معاملہ میں بڑے حساس ہیں اور بڑی آسانی سے آگ پکڑ لینے والے ہیں[5]۔الغرض اس آیت کا مقصد اسلام کے خلاف فساد اور فتنے برپا کرنے کی قباحت کا اظہار ہے۔[6]

آپ ﷺ کی حیاتِ طیّبہ کو دو حصّوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ 1: مّکی زندگی اور 2: مدنیز ندگی، مّکی زندگی کا تعلق دل سے اور مدنی زندگی کا تعلق دماغ کے ساتھ ہے۔ مدنی زندگی میں آپ ﷺ کو قریش کے علاوہ یہود اور مدینہ منوّرہ کے منافقین کے ساتھ بھی واسطہ پڑا۔ مشرک قبائل اپنی جگہ سرگرم عمل تھے اور چند سالوں کے بعد رومی بھی مدینہ منوّرہ پر حملہ آور ہونے کی سوچ رہے تھے۔ ان حالات میں آپ ﷺ نے جن باتوں کے متعلق مناسب سمجھا، اُن کو ظاہر فرمادیا اور جن کے متعلق پوشیدگی ضروری سمجھی، انہیں صیغہ راز میں رکھا۔ دس برس کی مختصر مدّت میں آپ ﷺ نے بارہ لاکھ مربع میل کے وسیع علاقے کو مسخّر کیا۔ اس کامیاب زندگی کے پیچھے یقیناً آپ ﷺ کا نہایت کامیاب نظامِ جاسوسی کارفرما تھا۔[7]

آپ ﷺ رازداری کا بہت زیادہ اہتمام فرمایا کرتے تھے، جیسا کہ محمد راکان تحریر فرماتے ہیں: وَلقدعرف الرّسُول ﷺ أهمية حِفظُ السِّرّ وَكتمه عنِ العدُوِّ وَطبق ذٰلِك فِي غزواته"[8]۔ "اور یقیناً آپ ﷺ نے رازداری کی اہمیت کو پیشِ نظر رکھا تھا، اس لیے دشمن سے اپنی خبروں کو خفیہ رکھتے تھے اور اسی طرح یہی عمل غزوات میں بھی جاری رہا"۔

سلامت ہرفی لکھتے ہیں: فَقَدْ كَانَ الرَّسُوْلُ عَلَيهِ الصّلوٰةُ وَ السَّلامُ كتُوْماً لِسِرِّهٖ مُدْرِكاً لِمُخَاطِرِ الثَّرْثَرَةِعَلٰى دَعْوَتِهٖ وَ دَوْلَتِهٖ[9]۔ "پس پیغمبر ﷺ خود راز کے بہت بڑے محافظ تھے اور راز کے افشا کی صورت میں دعوت اور اسلامی سلطنت کو درپیش خطرات سے واقف تھے۔"

رازداری ایک قومی امانت:

رازداری ایک قومی امانت ہے۔ قوموں اور ملکوں کی زندگی میں بے شمار ایسی باتیں ہوتی ہیں جن کا فاش کرنا پوری قوم کیلئے نقصان دہ ہوتا ہے۔ اپنے رازوں کو چھپائے رکھنا، اپنے دفاعی منصوبوں کو وقت اور مقام کے مطابق رکھنا اور ان منصوبوں کے مطابق جنگ کی تیاری مکمل رکھنا، ہر مسلمان بلکہ اجتماعی طور پر پورے عالمِ اسلام کا فرض ہے، اسی کو قومی و ملکی تحفظ کہا جاتا ہے۔ ابنِ تیمیہ فرماتے ہیں کہ "جو شخص کسی کام کیلئے انتخاب کرنے میں حضور ﷺ کے مقرر کردہ اصول کی خلاف ورزی کرے گا وہ خائن ہوگا، وہ خدا، رسول اور مسلمانوں کا مجرم ہے اور قرآن مجید کی اس وعید میں داخل ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔[10]

ترجمہ: اے ایمان والو! خدا اور رسول سے خیانت نہ کرو، اور نہ جان بوجھ کر آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ خیانت کرو جبکہ تم جانتے بھی ہو۔

معلوم ہوا کہ اگر ہم نے قانونِ رازداری پر (جو کہ ایک قومی امانت ہے) عمل نہ کیا، یعنی راز کی حفاظت نہ کی تو قرآنِ حکیم کی اس وعید کیزد میں آجائیں گے اور نتیجۃً آنے والے عذاب اور فتنے سے بچنا مشکل ہوجائے گا۔ اس لئے اجتماعی کے علاوہ انفرادی سطح پر بھی ایک مسلمان کیلئے لازمی ہے کہ وہ اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے رازوں کو محفوظ رکھے اور کسی کے سامنے ان کے اظہار سے مکمل طور پر پرہیز کرے۔

جو بھی حکومت معرضِ وجود میں آتی ہے، ساتھ ہی خفیہ اداروں کی ضرورت بھی محسوس کرتی ہے، تاکہ ملک کو ظاہری اور چھپے ہوئے دُشمنوں کی خفیہ سرگرمیوں اور کاروائیوں سے محفوظ بنایا جاسکے، کیونکہ ہر ملک کا ایک دشمن ملک بھی ہوتا ہے جو کہ اپنے مخالف ملک میں اندرونی اور بیرونی عناصر کے ذریعے انتشار پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ملک خواہ چھوٹا ہو یا بڑا، خفیہ ادارے قائم کرنا اس کی مجبوری اور ضرورت ہوتی ہے۔ حکومت ہرگز ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہیں بیٹھ سکتی بلکہ وہ اپنے دفاع کیلئے ہر ممکن کوشش کرتی ہے۔ اسی وجہ سے قومی رازوں کی اہمیت کے پیشِ نظر خفیہ ایجنسیاں وجود میں لائی جاتی ہیں۔[11]

رازداری کی پاسداری اور شریعتِ اسلامی

کسی کے راز فاش کرنا اس کو ضرر دینے اور حق تلفی کرنے کے برابر ہے اس لیے شریعت اسلامی نے رازداری کی پاسداری کا حکم دیا ہے، محمد غزالی فرماتے ہیں: ''هُوَ مَنهيٌ عَنْه لِمافيه مِنَ الايذاءِوَالتهاوُن بِحَقِّ المَعارِفِ والأصْدِقَاءِ وَهُوَ حَرَامٌ اِذَا كَانَفيه اضْرَارٌ وَهُوَ مِنْ قبيلِ اللّؤم ان لَمْ يكن فِيه اضْرَارٌ''[12]۔ یعنی یہ اس لئے ممنوع ہے کہ اس میں ایذاء رسانی اور دوستوں کی حق تلفی ہے، اگر اس میں دوسروں کیلئے ضرر ہو تو حرام ہے اور اگر اس میں دوسروں کیلئے ضرر نہ ہو تو قابل ملامت اُمور میں سے ہے"۔ یعنی اس آدمی پر پھر بھی ملامت ہے جس نے راز فاش کر دیا۔

ابن جوزی فرماتے ہیں کہ میں اکثر لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ اپنے رازوں کی حفاظت نہیں کر سکتے اور جب راز فاش ہو جائے تو پھر راز فاش کرنے والے کو قابل عتاب سمجھتے ہیں۔ چنانچہ راقم ہیں: فَواعجبا كَيْف ضَاقوا بِحَبسه ذرْعاً ثُمّ لامُوا من افْشَاه[13]۔ پس تعجب ہے اس آدمی پر کہ خود تو راز کی حفاظت سے اس کا سینہ تنگ ہو گیا لیکن جب دوسرے نے اس راز کو فاش کر دیا تو وہ اس کو ملامت کرنے لگا۔

عبدالوہاب شعرانی لکھتے ہیں: "(ہم سے عہد لیا گیا ہے) کہ کسی کے راز کو ظاہر نہ کیا کریں، البتہ اگر (شرعاً) اس کے افشا میں اخفا سے زیادہ مصلحت ہو تو افشا جائز ہے اور ہمارے شیخ سیدی علی خواصؒ کا ارشاد ہے کہ راز وہی نہیں ہے جسکے متعلق دوسرا تم کو وصیّت کر (کہ اس کو ظاہر نہ کرنا) بلکہ قرینہ سے بھی کسی بات کا راز ہونا معلوم ہو جاتا ہے مثلاً کوئی شخص تم سے باتیں کرتا ہوا اِدھر اُدھر دیکھے (کہ کوئی غیر تو نہیں سنتا) تو تم سمجھو کہ وہ تم سے اس بات کو چھپانے کی درخواست کر رہا ہے گو صراحۃً زبان سے (اخفا کے بارے) میں نہ کہے۔ اب اگر تم اس بات کو منہ سے نکالو گے تو خیانت کرنے والوں میں سے شمار ہو گے۔ اور عزیز من! اگر تم اپنے آپکو کسی بات کے چھپانے سے عاجز سمجھو تو تم پر لازم ہے کہ جو شخص تم سے اپنا راز کہنا چاہتا ہے، اس کو اپنی اس کمزوری سے مطلع کر دو اور صاف کہہ دو کہ بھائی میں اخفائے راز پر قادر نہیں ہوں تاکہ وہ تم سے احتیاط کر لے کیونکہ دین تو خیر خواہی کا نام ہے۔ پھر جب تم اپنی حالت سے اس کو مطلع کر چکے، اس کے بعد بھی اگر وہ اپنا راز کہے تو اس صورت میں تم سے زیادہ خود وہ شخص قابل ملامت و عتاب ہے"۔[14]

افشاء راز اور غداری:

تمام قوانین میں وہ آدمی مجرم تصوّر ہوتا ہے جو ملک اور قوم کے دشمن (ظاہری دشمن یا باطنی دشمن، اندرونی دشمن یا بیرونی دشمن) کو خفیہ معلومات فراہم کرتا ہے، ملک کے رازوں کو ظاہر کرتا ہے۔ البتہ سزا کی نوعیّت میں اختلاف ممکن ہے، ایسا آدمی جو ملک کے ساتھ غداری

کرے گا، وہ مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کے ساتھ ساتھ ان کی انفرادی زندگی بھی تباہ کرنے کا باعث بنتا ہے، اس لئے سزا بھی سخت ہو گی کیونکہ اس کی دھوکا بازی اور غداری پن کا مظاہرہ یقیناً ملک اور قوم کو خطرات سے دوچار کرے گا۔ اس بارے میں محمد احمد باشمیل راقم ہیں: ''کوئی ایک عقلمند شخص بھی ایسا نہیں ہو سکتا جو یہ جواب نہ دے کہ تمام بین الاقوامی قوانین، ماضی اور حال کے دساتیر بالا جماع کہتے ہیں کہ ایسے جرائم کرنے والوں کی سزا موت ہے''[15]۔ مثلاً امریکی صدر کینڈی نے جب ملکی مفادات کے خلاف راز فاش کر دیئے تو اس کے اس عمل یعنی افشاء راز کو سی آئی اے نے سیکورٹی رسک قرار دے دیا اور نتیجتاً صدر کینڈی کو اپنی جان سے ہاتھ دھونے پڑے۔[16]

افشائے راز۔۔۔حماقت کی علامت:

کم عقل وہ ہوتا ہے جو کسی بات کے انجام کے بارے میں نہیں سوچتا ہے کیونکہ اس کا دل اس کے منہ میں ہوتا ہے جو آیا کہہ دیا۔ اس وجہ سے ایسا آدمی کسی صورت میں راز کی حفاظت نہیں کر سکتا جو ایسے آدمی کو راز بتائے گا وہ بھی اسی زمرے میں سے شمار ہو گا۔ کم عقل لوگوں کی عادات وصفات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ بلا ضرورت و مصلحت راز کو فاش کرتے ہیں۔ چنانچہ احمد جادر قمطراز ہیں: فَيَجِبُ عَلَى الْعَاقِلِ انْ يَّكُوْنَ صَدرهُ أَوْسَعُ لِسِرِّهٖ مِنْ صَدْرِ غَيْرِهٖ بِأَنْ لاَ يفْشيه، ۔۔۔۔۔۔ وَ مَنْ لَمْ يَكْتُمُ السِّرَّ اسْتَحَقَّ الندم وَ مَنْ اِسْتَحَق الندم صَارَ نَاقِصُ الْعَقْلِ، وَ مَنْ دَامَ عَلى ہٰذَا رَجَعَ اِلَى الْجَهْلِ، فَتحصِيْن السِّرَّ لِلْعَاقِلِ أَوْلىٰ بِهٖ من التلهف بِا لندم بَعْدَ خُرُوْجِهٖ مِنْه۔[17]

ترجمہ: عاقل پر واجب ہے کہ اس کا اپنا سینہ دوسروں کے مقابلے میں راز کیلئے زیادہ وسیع ہو۔ جس نے راز کو نہیں چھپایا وہ ندامت کا مستحق ہے اور قابلِ ندامت بندہ ناقص العقل ہوتا ہے، یہی عمل مسلسل کرنا بندہ کو جاہل بنا دیتا ہے۔ لہٰذا راز کو محفوظ رکھنا ایک عقلمند کیلئے اس کو فاش کرنے اور اس پر ملامت اٹھانے سے زیادہ بہتر ہے۔

فارابی راز فاش ہونے کی ایک وجہ کثرتِ کلام کو بھی قرار دیتے ہیں کیونکہ جو آدمی زیادہ باتیں کرتا ہے وہ اکثر راز فاش ہی کر دیتا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:

''أَجودُ مَا تستَخرج بِهِ الأَسْرار كَثرةُ الْمحَادثة، فَانّ لكلّ واحدٍ مّن النّاس مَن يّستانس به وَيلْقِى اِلَيه بِجَميع أَحادِيثه وَجَلبها، وَ اِذا أكثرُ الْكَلام و الْمُحَادثة، فانّه لا بُدّ مِن أَينَ يَأتِي ذٰلك عَلىٰ جلّ مَا فِي الضّمَائر''۔[18]

ترجمہ: افشائے راز کی ایک بنیادی وجہ زیادہ باتیں کرنا ہے کیونکہ ہر بندے کا ایک رازدار ہوتا ہے جس کو وہ سب کچھ بیان کر دیتا ہے۔ جب بندہ زیادہ گفت وشنید کرتا ہے تو اس کیلئے وہ باتیں کہاں سے ڈھونڈ کر لائے گا، ظاہر ہے کہ دل کی باتیں کرے گا'' اور اس طرح راز اگل دے گا۔

علی بن عبد الرحمٰن نے رذیل کی چار علامت بیان کی ہیں جن میں سے انہوں نے پہلے نمبر پر راز فاش کرنے کو بیان کیا ہے لکھتے ہیں: ''وَأَرْبَعَةٌ مِّنْ عَلامَاتِ اللؤمِ اِفْشَاءُ السِّرِّ، وَاِعْتِقَادُ الْغَدْرِ، وَغِيبَةُ الْاِخْوَانِ، وَاساءة الْجَوَارِ''[19]۔ ''چار باتیں باعث ملامت ہیں ایک افشاء راز، دوسری دھوکا بازی، تیسری دوستوں کی غیبت کرنا، چوتھی پڑوسیوں کے ساتھ ظلم وزیادتی کرنا''۔

رازداری سلامتی کا ذریعہ

سیدالکونین ﷺ نے ایک مرتبہ ایسا جامع ارشاد فرمایا اگر اس پر عمل کیا جائے تو یقیناً آدمی بہت سارے نقصانات سے بچ سکتا ہے:

''اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ''۔[20]

اس حدیث میں حضور ﷺ نے جسم کے صرف دو اعضاء کا ذکر فرمایا کیونکہ عام طور پر کسی کو تکلیف دینے میں یہی دو عضو استعمال ہوتے ہیں مگر مراد اس سے پورا جسم ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو ہاتھ یا زبان سے اذیّت دیتا ہے، اگرچہ یہ زیادتی اور نقصان بظاہر انفرادی معلوم ہوتا ہے لیکن جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے راز فاش کرتا ہے تو اس صورت میں وہ اجتماعی ضرر کا مرتکب ہوتا ہے کیونکہ وہ اسے انتہائی تباہی، پستی اور غلامی کی طرف دھکیل دیتا ہے۔ اس کا نقصان صرف انفرادی نہیں بلکہ پورے معاشرے اور قوم پر اس کے اثرات مرتب ہوتے ہیں، اس لئے وہ آدمی بھی اس حدیث کی منشاء کے مطابق کامل ایمان والا، اچھا مسلمان اور سلامتی کا ذریعہ کبھی نہیں بن سکتا جو کسی کے راز کو فاش کرتا ہو یعنی تکمیلِ ایمان اور سلامتی کے ساتھ زندگی گذارنے کیلئے رازداری پر عمل کرنا بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ فون، ٹیلی گرام، انٹرنیٹ اور موبائل بالفاظ دِیگر پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے مسلمانوں کے راز فاش کرنے والا اس وعید میں داخل ہے۔ حسن بصری فرماتے ہیں: ''لَاتَستَقِيمُ أَمَانَةُ رَجُلٍ حَتّٰىيَستَقِيمُ لِسَانَهٗ، وَلَايَستَقِيمُ لِسَانَهٗ حَتّٰى يَستَقِيمَ قَلْبه''[21]۔ ''یعنی ایک آدمی کی امانتداری ٹھیک اور درست نہیں ہوسکتی جب تک اس کی زبان ٹھیک نہ ہو اور زبان درست نہیں ہوتی جب تک اس کا دل ٹھیک نہ ہو''۔ کیونکہ زبان بظاہر تو بہت چھوٹی چیز ہے لیکن جُرم کے لحاظ سے بہت بڑی چیز ہے۔ زبان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے بہت بڑی نعمت بھی ہے۔ یہ دودھاری اسلحہ ہے جو دونوں طرح (صحیح یا غلط) استعمال ہوتی ہے۔ چونکہ یہ خیر اور شر کا ایسا وسیلہ ہے کہ اگر صحیح استعمال ہو تو پھر دونوں جہانوں کی کامیابی ہے، اگر غلط استعمال ہو تو پھر دونوں جہانوں کی ناکامی، نقصان اور بدبختی کا ذریعہ ہے۔ کیونکہ بات نہ کرنے کی وجہ سے اتنی پیشانی نہیں ہوگی جتنی پیشمانی بولنے پر ہوگی تو نتیجۃً نہ راز فاش ہوگا اور نہ پریشانی اور شرمندگی اٹھانی پڑے گی۔ شریعت کا بھی یہ حکم ہے کہ سوچ سمجھ کر زبان کو استعمال کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہر لفظ محفوظ ہے، ارشاد فرمایا: ''مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ''[22]۔ وہ کوئی لفظ منہ سے نہیں نکالنے پاتا مگر اس کے پاس ایک تاک لگانے والا تیار ہے۔

توریہ کا اسلامی ریاست کی ترقی میں کردار:

توریہ یعنی ظاہری معنی چھوڑ کر دور کے معنی مراد لینا، سامع اس کا ظاہری معنی سمجھتا ہو جبکہ کہنے والے کی مراد ظاہری معنی نہیں بلکہ بعید یا باطنی معنی ہو۔ توریہ سے چونکہ رازداری ہی مقصود ہوتی ہے اس لئے متکلم ایسی بات مخاطب کے سامنے کہہ دیتا ہے کہ وہ قریب معنی سمجھ کر راز سے واقف نہیں ہوسکتا اور کہنے والا بعید معنی مراد لیتا ہے۔ شریعت میں اس کی کافی مثالیں موجود ہیں۔ سیّدالکونین ﷺ ہر موڑ پر رازداری کا اہتمام فرماتے تھے خصوصاً غزوات میں توریہ پر عمل کیا جاتا تھا۔ امام بخاری لکھتے ہیں:

''لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُرِيْدُ غَزْوَةً اِلَّا وَرّٰى بِغَيْرِهَا''۔[23]

ترجمہ: نبی کریم ﷺ جب بھی کسی غزوہ پر جانے کا ارادہ فرماتے تو بظاہر خلافِ مقصود دوسری طرف توریہ فرماتے۔ یعنی فوج کی نقل وحرکت خفیہ رکھنے کیلئے توریہ فرماتے تاکہ دشمن کو پتا نہ چلے کہ کہاں کا ارداہ ہے۔ اگرچہ توریہ بھی خدعة الحربی

(جنگی دھوکا) کا حصہ ہے لیکن اس میں عمومیت ہے۔ایسی مثالیں موجود ہیں کہ آپ ﷺ نے جنگ کے بغیر بھی اس پر عمل کیا[24] مثلاً غزوۂ بدر میں آپ ﷺ بنفسِ نفیس اور حضرت ابو بکر دونوں قریش کے خلاف معلومات حاصل کرنے کیلئے نکلے تو راستے میں ایک بوڑھے[25] آدمی سے ملاقات ہوئی جس سے آپ ﷺ نے قریش کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کیلئے کچھ سوالات کئے۔اُس نے کہا کہ جب تک تم دونوں یہ نہیں بتاؤ گے کہ تم کون ہو؟اُس وقت تک میں تمہیں کچھ نہیں بتاتا۔آپ ﷺ نے فرمایا جب تم ہمیں بتاؤ گے تب ہم تمہیں بتادیں گے۔آخر اس نے کہا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ محمد ﷺ اور ان کے ساتھی فلاں دن مدینہ سے نکلے ہیں۔اگر یہ اطلاع صحیح ہے تو آج وہ فلاں مقام پر ہوں گے اور قریش فلاں دن مکّہ سے چلے تھے۔اگر یہ اطلاع صحیح ہے تو آج وہ فلاں مقام پر ہوں گے۔اس بات چیت کے بعد وہ پوچھنے لگا:''مِمَّن اَنْتُما؟قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ نَحْنُ مِنْ مَّاءٍ ثُمَّ اِنْصَرَفَاعَنْہُ قَالَ الشَّیخُمَا''مِنْ مَّاءٍ اَمِنَ الْعِرَاق؟''[26]۔''تم دونوں کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو؟تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ماء سے۔پھر دونوں وہاں سے چل پڑے تو شیخ نے پھر پوچھا کونسے ماء سے، کیا عراق کے ماء سے؟''۔''ماء''کا لفظ پانی اور قبیلہ دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے۔اس سے نبی کریم ﷺ کی مراد تو تخلیقی پانی تھا یعنی آپ ﷺ نے ماء سے بعید معنی مراد لیا۔مطلب یہ تھا کہ ہماری پیدائش پانی سے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:''وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ''[27] (اور ہم نے پانی سے ہر جاندار چیز کو بنایا ہے)اس آدمی نے قریب معنی مراد لیا کہ ''ماء'' بمعنی قبیلہ استعمال کر رہے ہیں یعنی بوڑھا آدمی سمجھا کہ عراق کے رہنے والے ہوں گے۔اس لئے کہا کہ کیا آپ دونوں عراقی ہیں؟لیکن آپ ﷺ اس کے مزید استفسار سے قبل چل دیئے۔چونکہ آپ ﷺ کو اپنے مشن اور اپنی فوج کی سکیورٹی اور رازوں کی حفاظت ضروری تھی اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا پہلے تم بتاؤ پھر ہم بتائیں گے۔معلوم ہوا کہ کسی کے پوچھنے اور بار بار اصرار کرنے پر بھی اپنی معلومات اور مہم ظاہر نہیں کرنی چاہئے، تب ہی کامیابی ہو گی۔

دوسری مثال یہ ہے کہ آپ ﷺ نے مکّہ مکرّمہ سے لے کر مدینہ منوّرہ تک سفر میں اِس درجہ احتیاط اور منصوبہ بندی سے کام لیا کہ انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔حضرت ابو بکر صدیق بہت سے تجارتی سفر کر چکے تھے اس لئے تجارتی شاہراہوں کے اطراف کے بہت سے لوگ اُنہیں پہچانتے تھے، لہذا جب بھی کسی قوم پر اُن کا گزر ہوتا، لوگ دریافت کرتے کہ اے ابو بکر یہ تمہارے آگے کون ہے؟تو وہ برجستہ جواب دیتے:''ھٰذَا الرَّجُلُ یھدینی السبیل''یعنی یہ شخص مجھے راستہ بتاتا ہے[28]۔حضرت ابو بکر صدیق کے ذہن میں اس کا مفہوم یہ تھا کہ آپ ﷺ صراطِ مستقیم (سیدھے راستے) کی طرف میری رہنمائی فرماتے ہیں۔آپ ﷺ ہی نے مجھے ہدایت کا راستہ دکھایا۔سننے والے نے یہ سمجھا کہ حضرت ابو بکر سفر کیلئے راستہ بتانے والے کو لے کر جا رہے ہیں۔

مکی دور میں رازداری کا کردار

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ ایک انقلابی لیڈر اور روحانی پیشوا کی ریاضت میں یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ خود بھی رازدار ہو اور اپنے متعلقین اور حلقہ احباب کو بھی راز محفوظ رکھنے کی تاکید کرتا ہو ورنہ کبھی انقلاب کامیاب نہیں ہو سکتا اور نہ ہی وہ جماعت طاقتور ثابت ہو سکتی ہے اور ایسا لیڈر جو کہ راز کی حفاظت سے عاجز ہو، ہمیشہ کے لئے ظاہری اور باطنی دشمنوں کے مقابلے میں کمزور ہو گا اور اس کی قوّت منتشر ہو گی حتی کہ اپنی ذات کا تحفّظ بھی مشکل ہو جائے گا۔محمد راکان الدغمی لکھتا ہے:وَكَانَ لِلرَّسُوْلِ ﷺ عیون محلیة فِي

المدینةوَعیونفِي المَکّةِ المُکَرَّمَةِیطلعونه علی کُلّ صغیرة وکبیرة[29]۔رسول اللہ ﷺ کے مکہ مکرمہ اور مدینہ منوّرہ میں مقامی سطح تک اپنے سراغ رساں ہوتے تھے جو کہ آپ ﷺ کو ہر چھوٹی بڑی بات سے آگاہ کرتے تھے"۔

بریگیڈیئر گلزار احمد لکھتے ہیں:"حضور ﷺ عسکری خبروں کو اپنی تحویل میں رکھتے تھے"[30] آپ ﷺ کا مکی دور رازداری پر مبنی تھا، بآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مکی دور میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی جماعت کی راز محفوظ رکھنے کے بارے میں کیسی تربیت فرمائی تھی۔ سلامت ہرفی فرماتے ہیں:

لَقَدۡ حَرَّضَ الۡمُصۡطَفٰی عَلَیۡہِ الصَّلوٰۃُ وَالسّلامُ مُنۡذُبِدَایَۃِ دَعۡوَتِہٖ عَلٰی تَرۡبِیَّۃِ اَتۡبَاعِہٖ عَلٰی حِفۡظُ الۡاَسۡرَارِ مَھۡمَا صَغرَ وَ تَعۡوِیۡدھمۡ عَلٰی عَدَمِ اِفۡشَاءِھَا لِلصَّدِیۡقِ اَوِ الۡعَدُوِّ وَضَرَبَ الصَّحَابَۃ الۡکِرَامِ مِنۡ رِجَالٍ وَنِسَاءٍ وَ اَطۡفَالٍ اَرۡوَعُ الۡاَمۡثِلَۃ لِھٰذِہِ التَّرۡبِیَّۃ[31]۔

ترجمہ: نبی کریم ﷺ دعوتِ اسلام کے شروع سے صحابہ کرام کو راز محفوظ رکھنے کی تربیّت دیتے رہے جتنا بھی ایک صحابی کم عمر ہوتے، آپ اس کو راز کے عدمِ افشا کا عادی بنالیتے تاکہ وہ دوست اور دشمن کو راز فاش نہ کرے۔

سردارِ عالم ﷺ نے شروع ہی سے صحابہ کرام کو رازداری کا درس دیا اور سب کو اس کا پابند بنایا کہ افشائے راز سے ہر حالت میں اپنے آپ کو بچائیں، اس کا واضح ثبوت دارارقم کی رازداری میں موجود ہے۔ابتدا میں ایمان والوں کو بھی بیعتِ اولیٰ اور ثانیہ میں یہی سبق سکھایا گیا۔

ریاستِ مدینہ کی ترقی میں رازداری کا کردار :

انصارِ مدینہ کے مدینہ منوّرہ سے ینبوع تک کے علاقوں میں آباد قبائل سے پہلے ہی ایک معاہدہ ہوا تھا۔اب آپ ﷺ نے اُس کی تجدید فرمائی اور اُس میں جنگی امداد کی شِق بھی بڑھائی۔اپنی جماعت کو منظم کرنے اور خفیہ تیاری میں کئی مہینے لگ گئے۔مکی دور کی نسبت مدنی دور میں مسلمان بہت مضبوط تھے لیکن پھر بھی رسالت مآب ﷺ مکی دور کی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو راز محفوظ رکھنے کی تربیّت دیتے تھے۔سلامت ہرفی تحریر فرماتے ہیں:

وَعِندَمَا قَامَتۡ دَوۡلَۃُ الۡاِسۡلَامِ فِي الۡمَدِیۡنَۃِ الۡمُنَوَّرَۃِ تَابَعَ الرَّسُوۡلُ اللہ ﷺ دُرُوۡسَہُ الۡعِلۡمِیَّۃِ لِاَ تۡبَاعِہٖ فِي السِّرِّیَّۃِ وَالۡکِتۡمَانِ وَقَدَّمَ الۡعَدِیۡد مِنۡ وَسَاءِلِ الۡاِیۡضَاحِ فِي مَعَارِکِہٖ لِیَقۡتَدُوۡا بِہٖ وَیَسِیۡرُوۡا عَلٰی نَھۡجِہٖ۔[32]

ترجمہ: جب مدینہ منورہ میں اسلامی سلطنت قائم ہوئی تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو راز محفوظ رکھنے کا عملی درس دینا جاری رکھا، اس وقت آپ ﷺ نے ظاہر کرنے اور خفیہ رکھنے کے نئے طریقے متعارف کروائے تاکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حالات کے مطابق راز محفوظ رکھنے میں آپ ﷺ کی پیروی کریں۔

ترقی میں اُسوۂ حسنہ سے عملی نمونہ:

آپ ﷺ کی سیرت پر سرسری نظر ڈالنے سے بھی یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ آپ ﷺ نے راز کو معلوم کرنے، کرانے اور محفوظ رکھنے کا بہت اہتمام فرمایا اور سیکریٹ ادارے کی خود کمان فرمائی۔اس ٹاسک کیلئے خود بھی نکلتے تھے جیسا کہ بدر کے

موقع پر، جب بدر کے قریب اپنے اصحاب کے ساتھ اُترے جہاں مکہ مکرّمہ کا عظیم لشکر ڈیرہ ڈالے ہوئے تھا تو آپ ﷺ نے اپنے بعض اصحاب کے ساتھ ملکر بیدار مغز سالار کیلئے شاندار مثال قائم کرتے ہوئے دشمن کی فوج کے حالات معلوم کرنے کیلئے سراغ رسانی کی کارروائی میں حصہ لیا تاکہ آپ کو ذاتی طور پر بھی اس فوج کی قوت کی حقیقت کا علم ہو جائے اور پتا چل جائے کہ وہ کس مقام پر ہے[33]۔ غزوۂ بدر کے موقع پر حضرت طلحہ بن عبید اللہ تمیمی اور حضرت سعید رضی اللہ عنہما کو حضور اکرم ﷺ نے شام کے راستے کی جاسوسی کرنے کیلئے بھیجا تھا، اس لئے نبی ﷺ نے اُن کو مالِ غنیمت سے حصہ بھی دیا اور ثواب کی بشارت بھی سُنائی۔[34]

خلفائے راشدین کی رازداری

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم چونکہ آپ ﷺ کے تربیت یافتہ تھے، انہوں نے چونکہ منہاجِ نبوت کا دور گذارا، اس لئے ہر خلیفہ نے اپنے دور میں رازداری کی ضرورت وافادیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس نظام کو حتی الوسع فعّال بنایا، بطورِ خاص حضرت عمر کے دور میں باقاعدہ ایک ادارہ بنایا گیا اور اس عہد میں خبر رسانی، جاسوسی اور مخبری کا جال پھیلا دیا گیا تھا۔ جن علاقوں میں کچھ لوگوں نے اسلام قبول کر لیا تھا، وہ اسلام کے مخالفین اور دشمنوں کے فوجی راز مسلمانوں کو مہیا کرتے تھے۔ اکثر غیر مسلم بھی جاسوسی کیلئے اپنی خدمات پیش کرتے تھے کیونکہ ان کے ہم مذہب حکمران بھی کوئی عادل بادشاہ نہیں ہوتے تھے جتنے مسلمان حکمران ہوتے۔

خلیفہ اوّل حضرت ابو بکر صدیق کی رازداری:

دوستی کیلئے رازداری شرطِ اوّل ہے، نبی ﷺ کے دستِ راست حضرت ابو بکر صدیق اسی صفت سے متصف تھے۔ خلیفہ اوّل راز رکھنے اور دوسروں کے رازوں کی حفاظت کرنے کا بہترین نمونہ تھے۔ اس لئے مؤرخین نے ان کے نام کے ساتھ "امین مشیر" کا اضافہ بھی کیا ہے[35]۔ حضرت ابو بکرؓ نے اپنے دورِ خلافت کی ابتداء میں مختلف اطراف میں بیک وقت کئی مہمّات بھیجیں مگر یہ کام نہایت رازداری اور مہارت سے کیا[36]۔ حضرت ابو بکر صدیق نے اپنے اسلام لانے کے بعد درون خانہ بالکل رازدارانہ طور پر اسلامی مشن کی تبلیغ کا کام شروع کر دیا اور اپنے جان پہچان والے مخصوص احباب کے حلقہ میں جن سے تاجرانہ تعلقات کی بنا پر ان کا خاص تعلق تھا، بالکل مخفی طور پر اس مشن کی دعوت دینے لگے۔[37]

بریگیڈ ئر ڈاکٹر فیوض الرحمٰن حضرت ابو بکر کی ایک نصیحت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: حضرت یزید بن ابو سفیان کی روانگی کے وقت حضرت ابو بکر صدیق نے انہیں جو نصائح فرمائیں، وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں، نیز اپنا نظام وانصرام برقرار رکھنے کے حوالے سے رازاداری کا خصوصی ذکر فرمایا، چنانچہ منقول ہے: "دشمن کے ایلچیوں کی عزت کرنا اور انہیں زیادہ دیر اپنے پاس نہ بٹھانا تاکہ وہ جب تمہارے لشکر سے باہر نکلیں تو انہیں جنگی رازوں کے متعلق کچھ معلوم نہ ہو سکے۔۔۔ اپنا بھید ان سے چھپانا تاکہ تمہارا نظام درہم برہم نہ ہو، ہمیشہ سچی بات کہنا تاکہ آپ کو صحیح مشورہ ملے۔[38]

حضرت ابو بکر صدیق جب حضرت عمرو بن العاصؓ کو لشکروں کے ساتھ فلسطین روانہ کر رہے تھے تو ان کو 48 باتوں کی وصیت فرمائی، ان میں سے تین وصیتوں کا تعلق رازداری سے ہے۔ فرماتے ہیں: جس وقت تم اپنے اس لشکر کو لے چلو تو جس راستہ سے یزید بن

ابی سفیان، ربیعہ بن عامر اور شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہم گئے ہیں اس راستہ سے مت جاؤ بلکہ ایلہ کے راستہ سے جاؤ، ان شآءاللہ فلسطین پہنچ جاؤ گے۔ وہاں پہنچ کر مخبر اور جاسوس مقرر کر کے ابو عبیدہ کے تمام حالات معلوم کرتے رہنا۔ کسی شخص کے راز کی پردہ دری نہ کرنا اور محض ظاہری باتوں پر اکتفا کرنا۔[39]

حضرت ابو بکر خدمتِ خلق کا فریضہ بھی اتنی رازداری سے سرانجام دیتے تھے کہ کسی کو پتا بھی نہ چلے اور کسی کی عزتِ نفس بھی مجروح نہ ہو اور اپنا مقصد بھی پورا ہو جائے۔ ایک دفعہ ارشاد فرمایا: "جو شخص اپنا راز پوشیدہ رکھتا ہے وہ گویا اپنی سلامتی کو اپنے قبضہ میں رکھتا ہے"[40]۔ معلوم ہوا کہ آپ افشائے راز سے بچنے کا بہت اہتمام کرتے تھے اور اسی طرح دوسروں کو بھی کتمان السِّر (راز چھپانے) کی تاکید فرماتے تھے۔

حضرت عمر کی رازداری:

خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق ہمیشہ اپنے راز کی حفاظت فرماتے تھے اور اپنے ماتحتوں کو بھی راز محفوظ رکھنے کی اہمیت کی طرف متوجہ فرماتے تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو خط لکھا تو اس میں بھی دشمن کے راز معلوم کرنے اور اپنے راز محفوظ رکھنے کے بارے میں ذکر فرمایا: "اپنی فوجوں کے ساتھ شراف سے فارس (قادسیہ) کی طرف بڑھو۔ خدا پر بھروسہ رکھو اور اپنے تمام کاموں میں اسی سے مدد مانگو۔ دھیان رہے کہ تم ایک ایسی قوم سے لڑنے جا رہے ہو جو تعداد میں تم سے زیادہ ہے، جس کے ہتھیار تم سے بہتر ہیں، جو بڑی بہادر ہے اور ایک ایسے ملک میں داخل ہو رہے ہو جو اگرچہ میدانی ہے پھر بھی دریاؤں، نہروں اور اندھیری راتوں کی وجہ سے یہاں نقل و حرکت دشوار ہے۔ جب دشمن کی فوج یا اس کا کوئی سپاہی مقابل ہو تو اس کے حملے کا انتظار کئے بغیر اس پر حملہ کر دو، دشمن کے ساتھ کسی قسم کا مباحثہ نہ کرو، اس بات کی پوری احتیاط رکھو کہ دشمن جو چالوں میں بڑا ماہر ہے، کوئی چال چل کر تمہیں زک نہ پہنچائے۔ اس کی مادی طاقت تم سے بہت زیادہ ہے اور تم اسی وقت کامیاب ہو سکتے ہو جب پوری لگن اور ہمت سے اس کا مقابلہ کرو۔ ضروری ہے کہ جہاں تم کیمپ لگاؤ تو وہ کھلی اور سرسبز جگہ ہو اور جب تم کسی جگہ اترو تو اس کو چھوڑ کر پیچھے نہ ہٹو کیونکہ اس سے تمہاری کمزوری ظاہر ہو گی اور تمہارے خلاف دشمن کا حوصلہ بڑھے گا۔ دشمن کی فوج میں جاسوس بھیجو اور اس کو زک پہنچانے کے موقع کی ٹوہ میں رہو اور جہاں کیمپ لگاؤ اس کے گرد و پیش کا حال مجھے لکھ بھیجو اور یہ بتاؤ کہ دشمن کے اگلے اور پچھلے دستے تم سے کتنے فاصلے پر ہیں، مجھے اس جگہ کا نام بھی بتاؤ جہاں سے چلے ہو، مجھے القا ہوا ہے کہ تم فارس فتح کر لو گے اور سربلند ہو گے"۔[41]

حضرت عبد الرحمٰن بن عبد القاری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب اور انصار میں سے ایک شخص بیٹھے ہوئے تھے کہ عبد الرحمٰن بن عبد القاری آئے اور ان دونوں کے پاس بیٹھ گئے، حضرت عمرؓ نے فرمایا: "اِنّا لا نُحِبُّ مَنۡ یَّرۡفَعُ حَدِیۡثَنَا" یعنی ہم اس شخص کو پسند نہیں کرتے جو ہماری باتوں کو دوسروں تک پہنچائے۔ حضرت عبد الرحمٰن نے ان سے کہا اے امیر المومنین! میں ان لوگوں کے ساتھ نہیں بیٹھا کرتا (جو اِدھر اُدھر کی باتیں پہنچاتے ہیں) حضرت عمر نے فرمایا ہاں! تم ایسے ہی ہو پھر فرمایا:

"فَجَالِسۡ هٰذَا وَ هٰذَا، وَلَا تَرۡفَعۡ حَدِیۡثَنَا"[42] یعنی چلو بیٹھ جاؤ مگر ہماری باتیں نہ پہنچانا۔

حضرت عمر جب حضرت ابوعبیدہ بن مسعود ثقفی کو ایران پر حملہ کرنے کیلئے سپہ سالار بنا کر بھیج رہے تھے تو ان کو یہ نصیحت فرمائی: ''نبی کریم ﷺ کے صحابہ کی بات ماننا، ان سے مشورہ لیتے رہنا اور ہر گز جلدی نہ کرنا بلکہ سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا، اس لیے کہ یہ جنگ ہے اور جنگ میں ہمیشہ کامیاب وہی رہتا ہے جو متحمل مزاج ہو اور جسے پوری مہارت حاصل ہو اور جسے معلوم ہو کہ کب حملہ کرنا مفید ہے اور کب نہیں، پھر فرمایا کہ تم ایک ایسی سرزمین کی طرف جا رہے ہو جس میں مکر و فریب اور خیانت ہے، اپنے راز ہر گز افشاء نہ کرنا اور اپنی زبان قابو میں رکھنا''۔[43]

امیر المومنین حضرت عمر عوام کی ضرویات کے حوالے سے بھی رازداری کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے آپ کو خبر دار رکھتے:

ویُباشِرُ اُمُوْرَ الرَّعِیۃ سِرّاً فِیْ کثیر من اللیالی[44] ''اور اکثر رات کو اپنی رعیت کے امور کا رازداری کیساتھ جائزہ لیتے تھے''۔

حضرت علی کی رازداری:

حضرت علی رازداری کے بارے میں فرماتے ہیں: ''سِرُّكَ اَسِیْرُكَ فَاِذَا تَكَلَّمْتَ بِهِ صِرْتَ اَسِیْرَهٗ''[45] یعنی کہ تمہارا راز تمہارے پاس قیدی کی طرح محفوظ ہے البتہ جب تم اس کو زبان پر لاؤ گے تو پھر تم اپنے راز کے قیدی بن جاؤ گے۔ مزید فرمایا: ''دنیا و آخرت کی خوبیاں دو چیزوں میں مضمر ہیں: 1 راز کی حفاظت کرنے۔2: اچھے لوگوں سے دوستی کرنے میں۔ جبکہ تمام برائیاں دو چیزوں میں جمع ہیں: 1: راز کو فاش کرنے میں۔2: برے لوگوں سے دوستی کرنے میں۔[46]

مبرد کے مطابق راز رکھنے کے متعلق سب سے بہتر وہ قول جو کہ میں نے سنا ہے، امیر المومنین حضرت علی سے نقل کیا گیا ہے کہ:

فَلاَ تَفْشِ سِرَّكَ اِلاَّ اِلَیْكَ فَاِنَّ لِكُلِّ نَصِیْحٌ نَصِیْحاً

فَاِنِّیْ رَاَیْتُ بُغَاۃَ الرِّجَا لِلاَیَتْرُكُوْنَ اَدِیْماً صَحِیْحاً[47]

ترجمہ: تم اپنے آپ کے علاوہ کسی پر بھی راز ظاہر نہ کرنا، اس لئے کہ اگر تم اس کو خیر خواہ اور مخلص سمجھ کر اس پر راز ظاہر کرو گے تو اس کا بھی کوئی خیر خواہ ہو گا (تو وہ اس راز کو اپنے خیر خواہ دوست کے سامنے اُگل دے گا) یقیناً میں ظالم اور باغیوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ صحیح اور سالم جگہ کو ویران کر دیتے ہیں''۔

آپ ﷺ نے حضرت علی کو ہجرت کرنے کے حکم سے آگاہ کیا اور لوگوں کی امانتیں اُن کو لوٹانے کیلئے اُن کے سُپرد کیں۔ سویرے قریش بستر رسول ﷺ پر حضرت علی کو دیکھ کر حیران رہ گئے اور یہ محسوس کر لیا کہ اُن کو بے وقوف بنایا گیا ہے۔ انہوں نے حضرت علی سے آپ ﷺ کے بارے میں استفسار کیا تو انھوں نے جواب دیا: ''اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِحَالِ رَسُوْلِهٖ''۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہی اپنے رسُول کا حال زیادہ جانتا ہے۔ انہوں نے حضرت علی کو مارا پیٹا اور پھر کچھ دیر محبوس رکھنے کے بعد چھوڑ دیا۔ حضرت علی نے اس قدر ظلم و زیادتی کے باوجود بھی مذکورہ راز کی طرف اشارہ تک نہیں کیا۔ ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

اَلْمَرْءُ مَخْبُوْءٌ تَحْتَ لِسَانِهٖ۔۔۔ رُبَّ كَلِمَةٍ سَلَبَتْ نِعْمَةً۔[48]

ترجمہ: انسان اپنی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے (یعنی جب تک آدمی بولے گا نہیں، اسکی شخصیت اور حقیقت پوشیدہ رہتی ہے۔۔۔

کبھی کبھی زبان سے نکلاہوا ایک لفظ بھی نعمت کو چھین لیتا ہے۔

ایک دفعہ ارشاد فرمایا:

''اَلظَّفَرُ بِالْحَزْمِ، وَالْحَزْمُ بِإِصَالَةِ الرَّأْيِ، وَالرَّأْيُ بِتَحْصِيْنِ الْاَسْرَارِ''[49]۔

ترجمہ: کامیابی ہوشیاری کے ساتھ مربوط ہے اور ہوشیاری درست رائے کے ساتھ مربوط ہے اور درست رائے رازوں کی حفاظت کے ساتھ مربوط ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور رازداری:

رحمۃ اللعالمین ﷺ خود بھی رازدار تھے اور اپنے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی رازداری کا عملاً درس دیا کرتے تھے تاکہ ان کی حیات طیّبہ میں کامیابیاں ہی کامیابیاں ہوں۔اس لئے یہ لوگ نبی کریم ﷺ کے اقوال وافعال کے عملی نمونہ تھے، چنانچہ ان کے سینے رازوں کیلئے مدفن کی حیثیت رکھتے تھے، آپ ﷺ کی طرف سے اخفائے راز کے بارے میں جو ہدایات سنتے، انھیں بغیر کسی تامل کے تسلیم کرتے تھے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی بڑے پر خلوص طریقے اور خوشی سے حضور ﷺ کو وہ تمام معلومات فراہم کرتے تھے جو کہ اہل اسلام اور اسلامی حکومت کے لئے فائدہ مند یا مضر ہوتی تھیں، بیرونی دشمنوں پر کڑی نظر رکھتے اور مدینہ منوّرہ میں بے جا مبلّغین اور مفسدین کی معلومات بھی فراہم کرتے تھے اور آپ ﷺ کو بتلایا کرتے تھے خصوصاً جب اسلامی حکومت قائم ہوئی اور رعیت مختلف طبقوں اور عناصر (یہود، منافقین اور خالص مسلمانوں) کا مجموعہ بن گئی تو اس کا تقاضا یہی تھا کہ مسلمانوں اور اسلامی حکومت کے سارے کارکن بہت بیدار مغز ہوں اور داخلی طور پر اپنے دشمن کی تمام حرکات وسکنات سے پوری طرح باخبر ہوں۔

حجۃ الوداع کے موقع پر ایک قافلہ نے (کہ وہ بھی حج کو جارہا تھا) جب اصحاب رسول ﷺ سے یہ پوچھا کہ تم کس قوم کے لوگ ہو؟ توصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے یہی جواب دیا کہ ہم مسلمان ہیں۔[50] اس سے خوب ظاہر ہوگیا کہ ان کے نزدیک جو کہ اسلام کے سب سے بڑے رازداں تھے، ہماری قومیت کا بندھن اسلام ہی ہے۔ سلامت ہرفی لکھتے ہیں:

''سَارَ الصَّحَابَةُ الْكِرَامُ عَلٰى خَطِّ قَاءِدِهِمِ لِمُصْطَفٰى ﷺ فَحَرَصُوْا عَلٰى كِتْمَانِ اَسْرَارِ دَوْلَتِهِمْ وَ مُجْتَمَعِهِمْ مَهْمَا كَانَتْ هٰذِهِ الْاَسْرَارُ بَسِيْطَةٌ وَلاَ يَتَرَتَّبُ عَلَيْهَا ضَرَرٌ بِمَصَالِحِ الدَّوْلَةِ وَ الْاُمَّةِ''۔[51]

ترجمہ: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے قائد ﷺ کے نقش قدم پر چلتے تھے پس وہ سلطنت اور مجالس کے راز رکھنے پر بہت حریص تھے اگرچہ بسا اوقات راز غیر معمولی ہوتے تھے اور اس کے اظہار سے حکومت ورعیت کے مصالح پر بُرے اثرات بھی نہ پڑتے تھے۔

حوالہ جات

[1] التوبہ9:47

[2] الماوردی، علی بن محمد، ابو الحسن، النکت و العیون، دار الکتب العلمیہ، بیروت، س۔ن، ج3، ص369

[3] ابو الفدا، اسماعیل بن کثیر، عمادالدین، تفسیر ابن کثیر، حذیفہ اکیڈمی، لاہور، 2001ء، ج2، ص480

[4] البغدادی، محمود آلوسی، سید، تفسیر روح المعانی: دار الفکر، بیروت، 1978ء، ج14، ص151

[5] اصلاحی، امین احسن، تدبّر قرآن، انجمن خدّام القرآن، لاہور، 1976ء، ج3، ص585

[6] عبد اللطیف، حافظ، تفسیر کاشف البیان، الحاج محمد علی خان ہوتی، مردان س۔ن، ج2، ص521

[7] قریشی، محمد صدیق، پروفیسر، رسولِ اکرم ﷺ کا جاسوسی نظام، شیخ غلام علی سنز، کراچی، 1990ء، ص7 تا9

[8] محمّد راکان الدُغمی، التجسس واحکامه فی الشریعة الاسلامیه، دار السلام للطباعة والنشر، بیروت، 1985، ص812

[9] سلامت محمد ہرفی، المخابرات فی الدولة الاسلامیه، دار النشر، ریاض س۔ن، ص195

[10] الانفال8:27

[11] محمود شیت خطاب، جنرل مترجم فیوض الرحمن، بریگیڈیئر (ر) حافظ، ڈاکٹر، لشکر نبوی کی تاریخ حمزہ فاؤنڈیشن، لاہور، ص9 تا10

[12] صالح ملوحی، نضرة النعیم فی مکارم اخلاق الرسول الکریم، دار الوسیله، جده2006ء، ج9، ص3946

[13] ابن جوزی، عبد الرحمن بن ابی الحسن، صید الخاطر، مطبعه خضیر شارع محمد علی قاہرہ، مصر س۔ن، ص121

[14] عبدالوہاب شعرانی، علامہ مترجم ظفر احمد عثمانی، الدّر المنضود ترجمہ البحر المورود فی المواثیق والعهود، ادارہ اسلامیات، لاہور، 2002ء، ص413

[15] محمد احمد باشمیل مترجم اختر فتح پوری، مولانا، غزوہ بنی قریظہ: نفیس اکیڈیمی اردو بازار، کراچی، 1986ء، ص149

[16] صدیقی، نور الحق، خفیہ ایجنسیوں کی خفیہ جنگیں، طاہر سنز اردو بازار، لاہور س۔ن، ص382

[17] محمد احمد جاد، الخلق الکامل، دار الکتب العلمیه، بیروت، 2005ء، ج4، ص137

[18] محمدحسن اسماعیل الشافعی واحمدفرید المزیدی، السّیاسة الشّرعیّة (مجموعه رسائل)، دار الکتب العلمیه، بیروت، 2003ء، ص81

[19] ابو الحسن علی بن عبدالرحمٰن، عین الادب والسیاسة وزین الحسب والریاسة، دار الکتب العلمیه، بیروت، 1413ھ، ص91

[20] ابو عبدالله، محمد بن اسمٰعیل، صحیح بخاری، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، لاہور س۔ن، ج1، ص62

[21] ابی عبد الله، محمد بن مفلح، امام، الآداب الشرعیة، مؤسسة الرسالة، بیروت، 1997ء، ج1، ص400

[22] ق50:18

[23] احمد بن حسین البیهقی: السنن الکبریٰ للبیهقی، دار المعرفة، بیروت س۔ن، ج9، ص148

[24] محمّد راکان الدُغمی: التجسس واحکامه فی الشریعة الاسلامیه: دار السلام للطباعة والنشر، بیروت، 1985ء، ص225

[25] ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ وہ بوڑھا آدمی سُفیان ضمری تھا۔ بحوالہ ابو محمد، عبدالملک ابن ہشام، علامہ مترجم سلیمانی، محمد احسان الحق، سیرت ابن ہشام: مقبول اکیڈمی سرکلر روڈ چوک اردو بازار، لاہور، 2007ء، ص240

[26] ابومحمد عبدالملك بن ہشام، السیرة النبویة لابن ہشام، احیاء التراث العربي بیروت، س۔ن، ج2، ص268

[27] الانبیآء21:30

[28] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، مناقب الأنصار۔ باب الهجرة النبی ﷺ، دار ابن کثیر الیمامه، بیروت، 1978ء، ج13، ص250

[29] محمدرا کان الدُغمی، التجسس واحکامه فی الشریعة الاسلامیه: دارالسلام للطباعة والنشر، بیروت، 1985ء، ص58

[30] گلزار احمد، بریگیڈیئر (ر)، غزوات رسول اللہ ﷺ، حصہ پنجم، مکتبہ المختار گلستان کالونی، راولپنڈی، 1992ء، ص201

[31] سلامت محمد ہرفی، المخابرات فی الدولة الاسلامیه، دارالنشر ریاض، س۔ن، ص195

[32] محولہ بالا، ص197

[33] محمد احمد باشمیل، مترجم مولانا اختر پوری، غزوہ بدر، نفیس اکیڈمی، اردو بازار کراچی، 1986ء، ص152

[34] ابن اثیر جوزی، علامه مترجم محمدعبدالشکور، اسدالغابه فی معرفة الصحابة، مکتبه نبویه گنج بخش روڈ، لاہور، 1407ھ، ج5، ص74 تا75

[35] محمد احمد باشمیل، غزوه بدرالکبری، دارالفتح للطباعة والنشر، بیروت1966ء، ص144

[36] محمد گل نواز ستی، لیفٹیننٹ کرنل، ڈاکٹر، اسلام کا عسکری نظامِ تربیت اور جدید اسلامی افواج، فیض الاسلام پریس پرنٹنگ، راولپنڈی، 2008ء، ص286

[37] محمد یونس، ڈاکٹر، حافظ، رسولِ اکرم ﷺ کا سفارتی نظام، دارالفرقان سٹیلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی، 1996ء، ص132

[38] مجاہدین اسلام کو ہدایت، ص7، بحوالہ فیوض الرحمٰن، بریگیڈیئر (ر) ڈاکٹر، تحفہ افواجِ اسلام، ادارۃ القرآن، کراچی، 1994ء، ج1، ص293

[39] واقدی، محمد بن عمر، علامہ، مترجم شبیر احمد سہارنپوری، حکیم، صحابہ کرام کے جنگی معرکے، دارالمعارف پیروالا، ملتان، س۔ن، ص51 اور52

[40] قطب الدین حسن صابری، سید، مخزنِ اخلاقیات، ادارہ نشریاتِ اسلام اردو بازار لاہور، س۔ن، ص461

[41] خورشید احمد فاروق، پروفیسر، حضرت عمر کے سرکاری خطوط، ناشرانِ قرآن لمیٹڈ، اردو بازار لاہور، س۔ن، ص132 تا134

[42] بخاری محمد بن اسماعیل، الادب المفرد، مکتبة المعارف للنشروالتوزیع، ریاض، 1998ء، ج1، ص300

[43] محمود شیث خطاب، جنرل، الفاروق القائد، دارلفکر بیروت، س۔ن، ص150

[44] شهاب الدین، محمد بن احمد، المستظرف فی کل فن مستظرف، حافظ کتب خانہ صدف پلازہ محلہ جنگی، پشاور، س۔ن، ص366

[45] الماوردی، علی بن محمد، ابوالحسن تحقیق یحی ہلال السرحان، تسهیل النظر وتعجیل الظفر فی اخلاق الملك وسیاسة الملك، داراشهضة العربیه، بیروت، 1981، ص37

[46] نور احمد، ابوالفضل، خواتین اسلام کا انسائیکلوپیڈیا، اسلامیکا فاؤنڈیشن، کراچی، 2003ء، ص249

[47] الماوردی، علی بن حبیب، ابولحسن، دُرَرُ السُلُوك فی سیاسة الملوك، دارالوطن للنشر ریاض، 1997ء، ص73

[48] ندوی، ابوالحسن علی، سید، المرتضی مجلس نشریاتِ اسلام کراچی، 1991ء، ص290 اور291

[49] وہبیه خالدودیماسعد، قاموس الطالب فی المرادفات والاضداد، داراحیاء اللغة العربیة، کراچی، س۔ن، ص188

[50] سجستانی، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد: کتاب المناسك، باب فی الصبی یحج" دارالفکر بیروت، س۔ن، ج5، ص318

[51] سلامت محمد ہرفی، المخابرات فی الدولة الاسلامیه، دارالنشر ریاض، س۔ن، ص198